صحابہ کرام رضؓ کے صحفِ احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں احتیاطاً صحابہ کرام کو احادیث کی کتابت سے منع فرمایا تھا مگر جلد ہی آپ نے اس کی اجازت دے دی اور بہت سے صحابہ آپ کی خدمت میں رہ کر آپ کی احادیث لکھنے لگے اور ان کے پاس احادیثِ نبوی ہی میں احادیث کے صحیفے اور نسخے اچھی خاصی تعداد میں جمع ہو گئے مگر متعدد صحابہ شدتِ احتیاط اور اپنے حافظہ پر اعتماد کی وجہ سے کتابتِ حدیث میں احتیاط برتتے رہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ سو احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا مگر بعد میں اس کو ضائع کر دیا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احادیث و سنن جمع کرنے کا ارادہ کر کے صحابہ سے مشورہ کیا ان حضرات نے اس کے حق میں رائے دی مگر احتیاط کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکے۔ البتہ اہلِ علم کو کتابت کی تاکید کرتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احادیث کا ایک صحیفہ مرتب کیا جس کی روایت کی گئی پہلی صدی کے نصف اول ہی میں کتابتِ حدیث کا رواج عام ہو گیا۔ حتیٰ کہ جو صحابہ اس کے حق میں نہیں تھے ان کے اصحاب و تلامذہ بھی ان کی احادیث لکھ کر ان کے سامنے پیش کرتے تھے اور وہ انکار کرتے تھے مگر بعد میں انھوں نے اس کو قبول کر لیا اور جو صحابہ عہدِ رسالت میں احادیث لکھتے تھے ان کے اصحاب و تلامذہ ان کی احادیث لکھتے تھے اور وہ اس کی روایت کی اجازت دیتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی صدی ہی میں جب اجلہ صحابہ موجود تھے تابعین کے طبقۂ علیہ کے اہل علم نے احادیث کا بہت بڑا تحریری ذخیرہ جمع کر لیا تھا، اور اسی دور میں وہ اس کی روایت اپنے شاگردوں سے کرتے تھے۔ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے کہ احادیث نبویہ پہلی صدی کے بعد مرتب و مدون کی گئی ہیں اور اس سے پہلے کتابی شکل میں نہیں تھیں۔ یہود و نصاریٰ اور مستشرقین کا یہ پروپیگنڈہ کہ حدیثیں بہت بعد میں جمع کی گئی ہیں اور ابتدائی دور میں ان کی نقل و کتابت کا کوئی ثبوت

نہیں ملتا۔ اسلام دشمنی کا بدترین مظاہرہ ہے اہل علم نے اس پر بہت کچھ لکھ کر ثابت کیا ہے کہ کتابتِ احادیث کا رواج عہد رسالت ہی میں ہو گیا تھا اور صحابہ اور تابعین کے پاس احادیث کے تحریری ذخیرے وافر مقدار میں موجود تھے۔ جن کی وہ روایت کرتے تھے۔ یہ مضمون بھی اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے۔

صحیفہ حضرت علیؓ اور اس کی روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وسنن کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا جو صحیفۂ علی کے نام سے کتابوں میں مذکور ہے، اس میں دیت قصاص اور مسلمانوں کے باہمی حقوق کے بارے میں حدیثیں تھیں، اس صحیفہ کی روایت ان کے تلامذہ نے کی ہے۔

حضرت علی کے ایک معتمد خاص ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی کوفیؒ متوفی ۷۴ھ میں ان کو حضرت علی وہب الخیر فرمایا کرتے تھے اور سامان کے خمس وصول کرنے پر مامور کیا تھا، نیز ابوجحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محافظین کے سربراہ تھے[1] ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے کوئی چیز ہے؟ تو کہا کہ :۔

لا، والذی فلق الحبة وبرأ النسمة إلا أن يعطى الله عبداً فهماً فی كتابه وما فی هذه الصحيفة	نہیں اس ذات کی قسم جس نے زمین سے دانہ اگایا اور جسم میں جان ڈالی، البتہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی کتاب کو سمجھ دے دے (مجھے دی ہے) اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔

میں نے دریافت کیا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے آپ نے بتایا کہ :۔

العقل وفكاك الاسير وان لا يقتل مسلم بكافر	اس میں دیت اور مسلمان قیدی کے آزاد کرنے کرانے اور کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کئے جانے کے بارے میں احادیث ہیں۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ اس صحیفہ کے مکتوبات کے متعلق دو باتیں حضرت علیؓ سے مروی ہیں دوسری بات یہ کہ اس میں مدینہ کی تحریم و تعظیم اور غیر موالی کی طرف نسبت کرنے والے پر خدا کی لعنت کا ذکر ہے جس کے بارے میں ایک طویل حدیث ہے اور یہ کہ تمام مسلمان خون کے بارے میں برابر ہیں

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۶۴

ان کے دیت و قصاص میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کو بیان کرکے ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے :۔

رواہ عن علی یزید التیمی وخلاس[1] — اس کی روایت حضرت علیؓ سے یزید تیمی اور خلاس نے کی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس صحیفہ کی روایت حضرت علیؓ سے کم از کم ان کے دو تلامذہ نے کی ہے اور انھوں نے اپنے تلامذہ سے اس کی روایت کی۔

یزید بن شریک بن طارق تیمی کوفی نے ایک روایت کے مطابق زمانہ جاہلیت پایا ہے وہ ثقہ محدث تھے ان کے پاس احادیث تھیں وہ اپنے قبیلہ کے نمائندہ اور معزز شخص تھے حضرت علی کے علاوہ حضرت عمرؓ، حضرت ابوذر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ان سے ان کے صاحبزادے ابراہیم جو اَب تیمی، ابراہیم نخعی، ہمام بن عبداللہ تیمی اور دیگر علمائے کوفہ نے روایت کی ہے[2] اس زمانہ کے علمی اور دینی مزاج و رواج کے مطابق ان سب حضرات نے صحیفہ علی کی روایت یزید تیمی سے کی ہوگی۔ خاص طور سے ان کے صاحبزادے ابراہیم کے بارے میں یہ گمان غالب ہے، جن کا شمار کوفہ کے عبّاد و زہّاد میں تھا وہ سجدہ میں جاتے تو ان کی پشت پر گوریا بیٹھا کرتی تھیں، چالیس سال سے کم عمر میں ۹۲ھ یا ۹۴ھ میں انتقال کیا ایک قول کے مطابق حجاج بن یوسف نے ان کو قتل کرایا تھا[3]۔

اس کے دوسرے راوی خلاس بن عمرو ہجری بصری متوفی قبیل سنہ ۱۰۰ھ ہیں انھوں نے حضرت علیؓ سے ان کے صحیفے کے علاوہ ابوہریرہؓ، عمارؓ اور عائشہؓ سے روایت کی ہے امام بخاری نے تصریح کی ہے۔

روی عن ابی ھریرۃ و عن علی صحیفۃ (تاریخ کبیر ج ۲ قسم ۱ ص۲۰۸) — انھوں نے ابوہریرہؓ سے اور علیؓ سے صحیفہ کی روایت کی ہے۔

ابن سعد نے کہا کہ :

کان قدیما کثیرا لحدیث — وہ قدیم علماء میں کثیر الحدیث تھے ان کے پاس ایک

---

[1] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۱ کتاب میں جلاس غلطی چھپا ہے

[2] طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۱۴ [3] تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۶۔

له صحیفة یحدث عنها — صحیفہ تھا جس سے حدیث بیان کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے:

روایته عن علی من کتاب — حضرت علی سے ان کی روایت کتاب سے ہے

ابو زرعہ سے سوال کیا گیا کہ کیا خلاس نے حضرت علی سے سماع کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ یحیی بن سعید کہتے تھے کہ یہ سماع کتاب کا ہے۔

خلاس بن عمرو ہجری بھی حضرت علی کے حافظ دستہ میں تھے۔ جلاس بن عمرو کندی صحابی ہیں اور خلاص بن عمرو ہجری تابعی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص۱۷۷ والاکمال، ابن ماکولا ج ۳ ص ۱۶۹، ۱۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی احادیث کے صحیفے اور نسخے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی اجازت و مرضی سے احادیث کا ایک مجموعہ "الصادقة" کے نام سے مرتب کیا تھا جس کی روایت بعد میں متعدد علمائے تابعین نے کی جن میں ان کے بڑے پوتے عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو زیادہ مشہور ہیں اور عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدّہ کی سند سے جو احادیث پائی جاتی ہیں، اسی صحیفہ الصادقہ کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اس کو یاد کرلوں، مگر اہل قریش نے مجھ کو اس سے منع کیا اور کہا کہ تم جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہو لکھ لیتے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضا اور غضب دونوں حال میں باتیں کرتے ہیں، میں ان کے کہنے پر رک گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ جو لکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی ہے۔ رامہرمزی نے اس واقعہ کو عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدّہ کی سند سے کئی طرق سے بیان کیا ہے۔ (المحدث الفاصل ص۳۶۵) اسی لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جماعت صحابہ میں سب سے زیادہ حدیث کے راوی ہونے کے باوجود اس معاملے میں حضرت عبداللہ بن عمرو کو اپنے اوپر فوقیت دیتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے:

لہ جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۱۔

عن ابی هریرة ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدٌ اکثر حدیثًا عنہ منّی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو، فانہ کان یکتب وانا لا اکتب[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی بھی آپ کی حدیث کا مجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے، سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ زندگی بھر صحیفہ الصادقہ کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے اور کسی کو ہاتھ لگانے نہیں دیتے تھے۔ مشہور تابعی مجاہد کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک صحیفہ دیکھا اور اس کو چھونے لگا تو انہوں نے کہا کہ خبردار اے بنی مخزوم کے غلام! میں نے کہا کہ آپ تو مجھے کسی چیز سے نہیں روکتے ہیں، اس سے کیوں روک رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ:۔

ھذہ الصادقة، فیھا ما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. لیس بینی وبینہ فیھا احدٌ[۲]

یہ صادقہ ہے، اس میں وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور ان میں میرے آپ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے

مجاہد نے حضرت عبداللہ بن عمرو کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

ما انّی علی شیٔ الا علی الصادقة والصادقة صحیفة استاذنت فیھا النبی صلی اللہ ع[لیہ و]سلم ان اکتب فیھا ما اسمع منہ فاذن لی

الصادقہ کے علاوہ مجھے کسی اور چیز کی پروا نہیں ہے، الصادقہ ایسا صحیفہ ہے جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تھی کہ جو کچھ آپ سے سنوں اس میں لکھ لوں اور آپ نے مجھے اس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

ان ہی مجاہد سے دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو کا یہ قول ہے کہ صرف دو چیزیں مجھے زندگی کی ترغیب دے رہی ہیں، ایک وہط اور دوسری الصادقہ، اس صحیفہ کے لکھنے کے

۱؎ بخاری۔ کتاب العلم و جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۰

۲؎ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی برامہرمزی ص۳۶۷

متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تھی اور آپ کی اجازت کے بعد میں نے اس کو لکھا ہے۔[۱]

ابن عبدالبر نے بھی مجاہد کی روایت سے یہ قول یوں نقل کیا ہے کہ صرف دو چیزیں مجھے زندگی کی ترغیب دے رہی ہیں، ایک الصادقہ اور دوسری وہط، الصادقہ وہ صحیفہ ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا ہے اور وہط (طائف میں) ایک زمین اور باغ ہے جس کو میرے والد عمرو بن عاص رض صدقہ کر کے اس کی حفاظت کیا کرتے تھے۔[۲]

یہ صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے خاندان میں موجود تھا اور جب احادیث کی روایت میں اخبرنا وحدثنا کی باری آئی تو ان کے پڑپوتے عمرو بن شعیب نے اس کی روایت کی، وہ تابعی عالم ہیں، مستقل سکونت مکہ مکرمہ میں تھی، طائف بھی جایا کرتے تھے، ان کی روایات زیادہ تر اپنے والد سے ہیں ان کے علاوہ علمائے تابعین کی ایک بڑی جماعت سے روایت کی ہے، اور ان سے بیس[۲] سے زائد تابعین نے روایت کی ہے جن میں ابن شہاب زہری، عطا ابن ابی رباح، عمرو بن دینار، ایوب سختیانی، وغیرہ شامل ہیں ۱۱۸ھ میں انتقال کیا۔

یحییٰ بن معین عمرو بن شعیب کے الصادقہ کی روایت کے متعلق کہتے ہیں:۔

ھو ثقۃ فی نفسہ ومارویٰ عن ابیہ عن جدہ لاحجۃ فیہ، ولیس بمتصل، وھو ضعیف من قبل انہ مرسل وجد شعیب کتب عبداللہ بن عمرو فکان یرویہا عن جدہ ارسالاً وھی صحاح عن عبداللہ بن عمرو غیر انہ لم یسمعوھا۔	عمرو بن شعیب تو ثقہ ہیں اور جو حدیث عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کی ہے قابل حجت نہیں ہے اور نہ اس کی سند متصل ہے بلکہ مرسل کے قبیل کے ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، عمرو کے والد شعیب نے عبداللہ بن عمرو کی کتابیں پائیں اور وہ ان کی روایت اپنے دادا سے ارسال کے طریقہ پر کرتے تھے یہ حدیثیں عبداللہ بن عمرو سے صحیح ہیں، البتہ شعیب نے ان سے ان حدیثوں کا سماع نہیں کیا ہے۔

---

[۱] المحدث الفاصل ص ۳۶۶ [۲] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲

حافظ ابن حجر یحیی بن معین کی یہ رائے نقل کرکے اس پر اپنی یہ رائے ظاہر کرتے ہیں :

قلت: فاذا شهد له ابن معين ان احاديثه صحاح غير انه لم يسمعوها، وصح سماعه لبعضها، فغاية الباقي ان يكون وجادة صحيحة، وهو احد وجوه التحمل، والله اعلم[1]	جب ابن معین نے شعیب کے بارے میں شہادت دیدی کہ ان کی احادیث صحیح ہیں البتہ انھوں نے اس کا سماع نہیں کیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے بعض احادیث کا سماع صحیح وثابت ہے تو باقی احادیث کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی روایت وجادہ صحیحہ کے طور پر ہے اور وجادہ بھی حدیث کی روایت کی ایک صورت ہے۔

ارسال کی صورت یہ ہے کہ کوئی تابعی صحابی کا نام لئے بغیر براہ راست قال رسو... صلی اللہ علیہ وسلم کہے ایسی حدیث کو مرسل کہتے ہیں اور وجادہ کی صورت یہ ہے کہ کوئی عالم کسی راوی سے سماع واجازت کے بغیر اس کی احادیث یا اس کی کتابیں پاکر بیان کرے، اور کہے کہ یہ حدیث میں نے فلاں کی کتاب میں پائی یا پڑھی ہے۔ ابن صلاح نے باب روایۃ الابن عن الاب، عن الجد، میں عمرو بن شعیب عن ابیہ، عن جدہ کی مثال بیان کرکے لکھا ہے :

وله بهذا السند نسخة كبيرة، اكثرها فقهيات جياد، وشعيب هو ابن محمد ابن عبدالله بن عمرو، وقد احتج اكثر اهل الحديث بحديثه حملاً لمطلق الجد فيه على الصحابي عبدالله بن عمرو بن العاص، دون ابنه محمد والد شعيب لما ظهر لهم من اطلاقه ذلك[2]	عمرو بن شعیب کے پاس اس سند سے ایک بڑا نسخہ ہے جس میں اکثر فقہی مسائل سے متعلق جید احادیث ہیں اور عمرو کے والد شعیب، محمد بن عبداللہ بن عمرو کے لڑکے ہیں اور صرف دادا عبداللہ بن عمرو کے صحابی ہونے کی وجہ سے اکثر محدثین نے ان کی حدیث کو حجت قرار دیا ہے، نہ کہ شعیب کے والد محمد کی وجہ سے، کیونکہ محدثین کے نزدیک واضح ہوگیا کہ محمد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۸۵ [2] مقدمہ ابن صلاح ص ۱۵۷، ۱۵۸۔

عمرو نے اپنے والد شعیب سے روایت کی ہے اور ان کی روایات کا بڑا حصہ شعیب ہی سے ہے اور شعیب کی اپنے والد محمد سے روایت میں اختلاف ہے البتہ دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت محدثین کے نزدیک ثابت ہے تفصیل کے لئے تہذیب التہذیب وغیرہ کی طرف مراجعت کرنی چاہیئے۔

صحیفہ الصادقہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس احادیث کا تحریری سرمایہ بہت زیادہ تھا۔ جس کو ایک بڑے صندوق میں رکھتے تھے اور بوقت ضرورت اس سے کام لیتے تھے۔ ابو قبیل راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو سے پوچھا گیا کہ قسطنطنیہ اور رومیہ شہروں میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہوگا تو انہوں نے اسی صندوق سے ایک کتاب نکال کر بتایا کہ پہلے مدینہ ہرقل فتح ہوگا۔

فدعا عبد اللہ بن عمرو	عبداللہ بن عمرو نے ایک صندوق منگائی جس میں
بصندوق له حلق فاخرج	کڑے لگے ہوئے تھے اور اس میں سے ایک کتاب نکال
کتابا فجعل یقرءه[1]	کر پڑھنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو الصادقہ کے علاوہ اسی صندوق کی کتابوں سے بھی حدیث کی روایت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کے نسخے اور صحیفے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ھ میں نجران کے قبیلہ دوس سے آکر اسلام لائے اور خدمت نبوی میں یوں رہ گئے کہ سفر و حضر میں رات دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدانہ ہوتے، طبقہ صحابہ میں سب سے زیادہ احادیث ان ہی سے مروی ہیں۔ علماء نے ان کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر ۵۳۷۴ بتائی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے زمانہ میں لوگوں نے جس قدر حدیث کی روایت کی ہے ان میں وہ سب سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے، جتنی احادیث ان سے مروی ہیں کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہیں[2]۔

ابتداء میں حضرت ابوہریرہؓ دیگر کئی صحابہ کی طرح حفظ حدیث کے مقابلہ میں کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے مگر بعد میں خود ان کے پاس ان کی احادیث کا تحریری ذخیرہ جمع ہوگیا تھا اور ان کے اصحاب و تلامیذ نے ان کی احادیث کے نسخے اور مجموعے تیار کئے ان کے تلامذہ کی تعداد آٹھ سو سے زائد ہے۔ جس

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۲۹ [2] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۲۶۶۔

ہیں صحابہ تابعین سب شامل ہیں تقریباً بیس شاگردوں کی کنیت ابوصالح ہے[۱] ان میں سے اکثر راویوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کو کتابی شکل میں جمع کیا ہے۔ عمرو بن عبداللہ البصری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ تھیلے (خمس حرب) احادیث زبانی یاد کی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ان میں سے دو تھیلے کی احادیث بیان کی ہیں اگر میں تیسرے کی احادیث بیان کر دوں تو تم لوگ مجھے پتھر مارو گے[۲] حضرت ابوہریرہ کے پاس ان کی احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی موجود تھیں جن کو وہ بحفاظت گھر کے اندر رکھتے تھے اور بوقت ضرورت ان کی طرف مراجعت کرتے تھے۔

ان کے ایک شاگرد حسن بن عمرو بن امیہ ضمری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کے سامنے ایک حدیث بیان کی جس سے انھوں نے لاعلمی ظاہر کی، میں نے کہا میں نے یہ حدیث آپ ہی سے سنی ہے، اس پر کہنے لگے کہ اگر تم نے یہ حدیث مجھ سے سنی ہے تو میرے پاس ضرور ہوگی اور میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے۔

فارانا کتبا کثیرة من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد ذلک الحدیث، فقال قد اخبرتک انی ان کنت حدثتک بہ فھو مکتوب عندی[۳]	اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی بہت سی کتابیں دکھائیں اور اس حدیث کو پا گئے تو کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر میں نے تم سے یہ حدیث بیان کی ہوگی تو میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی۔

ابن حجر نے مختصر طور سے اس کو حسن بن عمرو بن امیہ سے یوں بیان کیا ہے کہ میں نے ابوہریرہؓ کے سامنے ایک حدیث بیان کی تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور اپنے کمرہ میں لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی کتابیں دکھائیں اور کہا کہ یہ میرے پاس لکھی ہوئی ہے[۴]

حضرت ابوہریرہؓ کے جن اصحاب و تلامیذ نے ان کی احادیث کے نسخے اور صحیفے کتابی شکل میں مرتب کئے اور ان کی روایت بعد میں ہوتی رہی، ان میں (۱) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (۲) عبدالرحمٰن بن یعقوب جہنی (۳) اور ہمام بن منبہ صنعانی کے نسخے شہرت و روایت میں سب پر سبقت لے

۱ہ المحدث الفاصل ص۲۸۹ — ۲ہ المحدث الفاصل ص۵۵۶

۳ہ فتح الباری ج ۱ ص۲۰۷ — ۴ہ تہذیب التہذیب ج

گئے ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ محدثین سے کچھ نسخے مشہور ہوتے ہیں جن میں بہت سی حدیثیں ہوتی ہیں۔ نسخہ کا راوی پہلے متن کی سند بیان کرتا ہے، اس کے بعد اسی سند سے پورے نسخہ کی احادیث بیان کرتا ہے اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کے کئی نسخے ان کے تلامذہ کے پاس تھے اور وہ اس طرح ان کو بیان کرتے تھے[1]

پھر خطیب نے ان نسخوں کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

فمنها نسخة يرويها ابو اليمان الحكم بن نافع عن شعيب بن ابي حمزة عن ابي الزناد، عن الاعرج، عن ابي هريرةؓ[2]

ان میں سے ایک نسخہ کی روایت ابوالیمان حکم بن نافع نے شعیب سے کی، انھوں نے ابوالزناد سے انھوں نے اعرج سے انھوں نے ابوہریرہ سے۔

عبدالرحمٰن ہرمز الاعرج مدنی متوفی ۱۱۷ھ حضرت ابوہریرہؓ کے ان تلامذہ میں ہیں جنھوں نے ان کی احادیث کو نسخہ اور کتاب کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ وہ اس نسخہ کی روایت کے وقت ہر حدیث میں اخبرنا اور حدثنا نہیں کہتے تھے، یزید بن ابوحبیب کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے یہاں ایک کتاب ودلیعت رکھی، میں نے اس میں اعرج کی مرویات دیکھیں، یزید بن ابوحبیب نے بتایا:

كان يحدثنا باشياء معانى الكتاب ولا يقول اخبرنا وحدثنا[3]

اعرج ہم سے اپنی کتاب سے کچھ احادیث بیان کرتے تھے اور اخبرنا وحدثنا نہیں کہتے تھے

ان کے ایک شاگرد عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ اعرج سے ان کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اور ابن شہاب نہیں لکھتے تھے، بسا اوقات اعرج طویل حدیث بیان کرتے تو ابن شہاب ان سے کاغذ لے کر لکھ لیتے تھے اور یاد کرکے مٹا دیتے تھے اور بعض اوقات وہ لکھی ہوئی طویل حدیث لے کر مجلس درس سے اٹھ جاتے اور بعد میں یاد کرکے مٹا دیتے تھے[4]

اعرج کے شاگرد ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان متوفی ۱۳۱ھ ان کی احادیث کے راویہ یعنی خصوصی راوی ہیں، ابن حبان نے ابوالزناد کو فقیہ صاحب کتاب بتایا ہے[5] غالباً کتاب سے مراد یہی نسخہ ہے، اور

---

[1] الکفایہ فی علم الروایہ ص ۲۱۴ [2] الکفایہ ص ۲۱۴ [3] الکفایہ ص ۳۵۵ [4] تاریخ کبیر بخاری جلد ۳ قسم اول [5] تہذیب التہذیب ج ۵ ص

ابوالزناد کے شاگرد شعیب بن ابو حمزہ دینار حمصی متوفی ۱۶۲ھ کے بارے میں امام احمد نے کہا ہے کہ میں نے شعیب کی کتابیں دیکھی ہیں، مضبوط اور متقید تھیں[1] خلیلی کا قول ہے ۔

نسخة شعیب رواها الائمة عن الحکم[2] — شعیب کے نسخہ کو ائمہ حدیث نے حکم بن نافع سے روایت کیا ہے ۔

ابوالیمان حکم بن نافع حمصی متوفی ۲۱۱ھ نے شعیب بن ابو حمزہ سے اس کی روایت کی اور ان سے محدثین نے روایت کی ہے ، جیسا کہ معلوم ہوا ۔

اس کے بعد خطیب نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات کا ایک نسخہ عبدالرحمن یعقوب جُہنی کا روایت کردہ تھا جس کی روایت ان کے صاحبزادے علاء نے کی تھی ۔

ونسخة عن یزید بن زریع عن روح بن القاسم عن العلاء بن عبد الرحمٰن عن ابیه ، عن ابی هریرة[3] — اور ایک نسخہ یزید بن زریع کے پاس تھا جس کو حضرت ابو ہریرہؓ نے عبدالرحمن نے ، ان سے ان کے لڑکے علاء نے ان سے روح بن قاسم نے روایت کیا تھا ۔

عبدالرحمن بن یعقوب جہنی مدنی کو ابن مدینی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے تلامذہ میں عبدالرحمن الاعرج کا ہم پلہ بتایا ہے ثقہ تابعی عالم تھے ۔

ان کے لڑکے علاء بن عبدالرحمن مدنی متوفی ۱۳۲ھ نے اپنے والد اور دوسرے صحابہ و تابعین سے روایت کی ہے ، ان کے پاس احادیث کے صحیفے اور نسخے تھے جن کی روایت کرتے تھے ، ابن عدی نے کہا ہے :۔

وللعلاء نسخ یرویها عنه الثقات . — علاء کے پاس چند نسخے تھے جن کی روایت ان سے ثقہ محدثین کرتے تھے ۔

ابن سعد نے لکھا ہے :۔

صحیفة العلاء بالمدینه مشهورة وکان ثقة کثیر الحدیث[4] — علاء کا صحیفہ مدینہ شہر میں مشہور ہے وہ کثیر الحدیث ثقہ محدث تھے ۔

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۵۱ ۔ [2] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۴۴۳ ۔ [3] الکفایہ ص ۲۱۴ [4] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۸۶

غالباً اس صحیفہ سے مراد حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات کا نسخہ ہے جو دوسرے نسخوں اور کتابوں کے ساتھ ان کے پاس تھا۔ اور محدثین کے نزدیک ان کی بڑی اہمیت و شہرت تھی۔

روح بن قاسم تمیمی بصری متوفی ۱۴۱ھ نے علاء بن عبدالرحمٰن کے علاوہ بہت سے اہل علم سے روایت کی وہ اور ان کے بھائی ہشام بن قاسم بصرہ کے ثقہ محدثین میں سے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کا ایک نسخہ عبدالرزاق صنعانی کے پاس تھا جس کو ہمام بن منبہ صنعانی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا تھا خطیب نے بیان کیا ہے:۔

ونسخة عند عبد الرزاق بن همام عن معمر بن راشد عن همام بن منبة عن ابی هريرة [1]	ایک نسخہ عبدالرزاق بن ہمام کے پاس تھا جس کو حضرت ابوہریرہ سے ہمام بن منبہ، ان سے معمر بن راشد، ان سے عبدالرزاق نے روایت کیا تھا۔

ذہبی نے اس کے بارے میں لکھا ہے:

ولهمام عن ابی هريرة نسخة مشهورة اكثرها فی الصحاح رواها عنه معمر [2]	ہمام کا ابوہریرہ کی روایت سے ایک مشہور نسخہ ہے جس کی اکثر احادیث صحاح ستہ میں ہیں ان کو ہمام سے معمر نے روایت کیا ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں:

تجالس ابا هريرة، نسخ منه احاديث، وهی نحو من اربعين ومائة حديث باسناد واحد ادركه معمر وقد كبر وسقط حاجباه علیٰ عينيه فقرء عليه همام حتی اذا مل اخذ معمر فقرء الباقی، وكان عبد الرزاق لا يعرف ما قرء عليه مما قرء هو [3]	ہمام نے حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھ کر ان سے احادیث کا سماع کیا جو تقریباً ایک سند سے ایک سو چالیس حدیثیں تھیں معمر ہمام سے اس وقت ملے جب وہ اس قدر بوڑھے ہو چکے تھے کہ ان کی بھویں آنکھوں میں آ گئی تھیں، ہمام نے معمر کو پڑھ کر سنانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ گھبرا گئے اور معمر نے وہ نسخہ لے کر باقی خود پڑھا اور عبدالرزاق یہ نہیں جانتے تھے کہ معمر نے کتنا حصہ پڑھا اور کتنا نہیں پڑھا۔

---

[1] الکفایہ ص ۲۱۴ [2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۹۵ [3] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۶۷

اس نسخہ کے تمام رواۃ اپنے اپنے زمانہ کے مشہور ائمہ حدیث ہیں اور یہ نسخہ سب سے زیادہ مشہور اور محدثین کے یہاں متداول رہا ہے اور آج ہمارے سامنے مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

محترم جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس کو ۱۳۷۲ھ میں دمشق سے شائع کیا ہے اور اس صحیفہ ہمام بن منبہ کو صحیفہ صحیحہ بتایا ہے، اس میں ایک سو اڑتیس (۱۳۸) حدیثیں ہیں۔ اس کی ابتدا سند کے ساتھ یوں ہے:۔ حدثنا عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري، عن معمر، عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابوهريرة، عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: نحن الآخرون السابقون يوم القيامة، بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا الخ

اس کے بعد تمام حدیثیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر بیان کی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث کا ایک نسخہ سہیل بن ابی صالح، عن ابیہ، عن ابی ھریرۃ کی سند سے تھا جس کی روایت سہیل بن ابو صالح کیا کرتے تھے، بعض محققین کا خیال ہے کہ اس میں کل اڑتالیس حدیثیں تھیں۔

ابو صالح ذکوان سمان زیات مدنی متوفی ۱۰۱ھ حضرت ابو ہریرہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں، ایک مرتبہ ابن معین سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ کی احادیث میں کون ثقہ وثبت ہے؟ تو بتایا کہ سعید بن مسیب، ابو صالح، ابن سیرین، مقبری، اعرج اور ابو رافع، کثیر الحدیث ثقہ عالم تھے[1]

ان کے صاحبزادے سہیل بن ابو صالح مدنی متوفی ۱۳۸ھ نے اپنے والد کے علاوہ اور بہت سے علماء سے روایت کی ہے، سہیل اور علاء بن عبد الرحمٰن جہنی دونوں کے پاس حضرت ابو ہریرہ کی روایات کا نسخہ تھا اور دونوں اس کی روایت کرتے تھے کئی علماء نے علاء کے مقابلہ میں سہیل کو ثقہ مانا ہے۔

ابو زرعہ کا قول ہے:

سهيل اشبه واشهر يعني من العلاء — سہیل علاء سے زیادہ قریب الصحۃ اور مشہور ہیں

اور ابو حاتم نے کہا ہے:۔

يكتب حديثه ولا يحتج به — سہیل کی حدیث لکھی جائے گی، مگر اس سے استدلال

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۱۹۔

وھو احب الی من العلا — نہیں کیا جائے گا، وہ میرے نزدیک علاء سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

ابن معین نے کہا ہے :۔

سھیل بن ابی صالح والعلاء بن عبد الرحمن حدیثھما قریب من السواء ولیس حدیثھما بحجة[1] — سہیل بن ابو صالح اور علاء بن عبد الرحمن دونوں کی حدیثیں تقریبًا برابر ہیں اور حجت نہیں ہیں۔

حجت نہ ہونے کے باوجود یہ نسخہ سب سے زیادہ اعلیٰ ہے اور سند عالی رکھتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد بشیر بن نہیک سدوسی بصری نے بھی ان کی احادیث کو کتابی شکل میں جمع کیا تھا جس کی حضرت ابوہریرہ نے تصدیق کی تھی، رامہرمزی نے لکھا ہے :

عن بشیر بن نھیک قال : کنت اکتب عند ابی ھریرة ما سمعت منه، فاذا اردت ان افارقه جئت بالکتاب فقرأته علیه فقلت : الیس ھذا ما سمعته منك قال، نعم[2] — بشیر بن نہیک نے بیان کیا ہے کہ میں ابوہریرہ کے پاس ان سے جو حدیث سنتا تھا لکھ لیتا تھا، جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو وہ کتاب لاکر ان کے سامنے پڑھی، اور کہا کہ میں نے ان احادیث کو آپ سے نہیں سنا ہے؟ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں تم نے سنا ہے۔

یہ واقعہ ابن عبدالبر اور ابن حجر نے بھی تقریبًا ان ہی الفاظ میں معمولی فرق کے ساتھ بیان کیا ہے[3]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرنے والوں میں ایک راوی عبداللہ بن فیروز باہلی بصری عبداللہ بن الرومی کے نام سے مشہور ہیں۔ انھوں نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات کا نسخہ تیار کیا تھا جو محمد اسحق بن ابراہیم کے پاس تھا وہ اپنے اوپر کے ایک دادا محصن کی نسبت سے محمد بن محصن کے نام سے مشہور ہیں اور محدثین کے نزدیک غیر معتبر و متروک ہیں ان ہی کے نسخہ سے عبداللہ بن الرومی کے لڑکے عمر بن عبداللہ بن الرومی اس کی روایت کرتے تھے، ابن حبان نے لکھا ہے :۔

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۶۳ [2] المحدث الفاصل ص ۵۳۸ [3] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲